بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا




چپہ کو ہم باتو گرائی چھاو قادیان ہینی | بدر رجسٹرڈ نمبر ال ۲۸۵ | دوا ہمی شفا ہینی غرض دار الامان ہینی

سلسلۃ الجدید جلد ۱ | یوم جمعۃ المبارک اکتوبر ۱۹۰۵ء | سلسلۃ القدیم جلد ۳

ای جہان منتظر خوش باش کامد گلستان | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | آن مسیح وقت آخر مہدی آخر زمان


## خدا کی تازہ وحی

۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء - ۱ - لا تخف انی لا یخاف لدی المرسلون

۲ - وقالوا من ذا الذی یشفع عندہ هیهات هیهات لما توعدون

۳ - قل ان اللہ عزیز ذو انتقام افلا تومنون

۴ - قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم تومنون

۵ - قل ما ادری ما یفعل بی ولا بکم - والحمد للہ رب العالمین

۶ - انا انزلناہ فی لیلۃ القدر - اناکنا منزلین

ترجمہ - ۱ - مت خوف کر - مجھ سے رسول میری درگاہ خوف نہین کیا کرتے -

۲ - اور کہتے ہین کون ہے جو اس کے پاس شفاعت کرے دور ہے دور ہے یہ بات جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے

۳ - کہہ - اللہ تعالیٰ غالب ہے - قدرت والا - کیا تم ایمان نہین لاتے -

۴ - کہہ - میرے پاس اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہے پس کیا تم ایمان نہین لاتے

۵ - کہہ مین اپنی طرف سے کچھ نہین کہتا - اور سب تعریف

واسطے اللہ کے ہے - پروردگار جہانون کا

۶ - اس کو ہم نے لیلۃ القدر مین اتارا - تحقیق تھے ہم اتارنے والے -

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء - کسی شخص نے ہمارے ہاتھ پر سونف رکھ دی ہے

۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء - دیکھا - کہ ایک مکان ہے - اس پر چڑھنے کے لئے ایک زینہ لگا ہوا ہے - جو لوہے کا ہے اور تختے پاؤن رکھنے کے بھی ہین - اوپر ایک دروازہ ہے - مین اس زینہ پر چڑھتا ہون - مگر چڑھ نہین سکتا اتنے مین اوپر سے کسی نے دروازہ بند کر دیا - اور کہا کہ دوسرے راستہ سے آؤ - ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ یہ راستہ تو نزدیک ہے - اور فوراً پہنچ سکتے ہین - مگر دوسرا راستہ دور ہے کوئی دو تین سو گز کا فاصلہ ہے - پس ہم اس دوسرے راستے سے جانے لگے - تو دیکھا - کہ مین ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہون - اور آگے آگے ایک خدمتگار ہے جس کا نام غفار ہے - اور ایک اور سوار بھی ساتھ ہے - جو آگے آگے چلتا ہے مین غفار کو کہتا ہون کہ آگے مت نکل - ہمارے ساتھ ساتھ چل تھوڑا راستہ طے کیا تھا - کہ آنکھ کھل گئی -

## قیمت اخبار

| | |
|---|---|
| والیان ریاست | ۳۰ |
| معاونین | عنہ |
| برضلئے | صہ |
| خود | ے |
| عام قیمت | عہ |

اس سے زائد امداد کے طور پر جو کچھ عنایت فرماوین - وہ بخوشی قبول کیا جائیگا سر دست خریداری بہت کم ہے اور خرچ آمد سے دگنا ہے - اس واسطے امداد کی بہت ضرورت ہے -

تار خبر از امریکہ - ڈوئی مدعی نبوت جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو دفعہ مقابلہ پر بلایا تھا اور لکھا تھا کہ اگر تو مقابلہ پر نہ آیا تب بھی خدا تجھے ذلیل کریگا مرض فالج مین گرفتار ہے اسکا عقیدہ ہے کہ جو بیمار ہوتا ہے وہ شیطان کے قابو مین آنیکے سبب بیمار ہو جاتا ہے اور

## عصر جدید اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

آج اگست ۱۹۰۵ء کا عصر جدید بے طلب میرے پاس بھیجا گیا جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ مضامین مندرجہ رسالہ میں خصوصاً پڑھوں۔ اور قابل ایڈیٹر خواجہ غلام الثقلین کی دماغ سوزی کی داد دوں۔ میں اپنے دوست کو محروم نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ لہذا میں نے مضمون مندرجہ کو بغور پڑھا۔ اور اب اپنی رائے پیش کرتا ہوں امید ہے۔ ہمارے لائق ایڈیٹر عصر جدید اس خاکسار کو بھی ناکام نہ رہنے دیں گے۔ لائق ایڈیٹر نے جیسا ظاہر کیا ہے۔ کہ اس جدید مذہبی تحریک کو سال بھر سے کسی اور موقعہ کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ یہ قطعی خلاف واقعہ ہے افسوس ہے۔ کہ ایسا قابل ایڈیٹر تعلیم یافتہ ہو کر اس درجہ پریشان دماغ ہو۔ کہ حافظہ ہی نہ رہے۔ یا خلاف واقعہ امور پر قلم اٹھانے کی جرأت کرے۔ اس تحریک جدید پر تو وہ ۱۹۰۱ء سے طبع آزمائی کر رہا ہے۔ اسے یاد ہونا چاہیئے۔ کہ البشیر کے کالم جب ہمدردی کے عنوان سے سیاہ کئے جا رہے تھے۔ تب بھی اس طبعاً نکتہ چین کا قلم نہیں رکا تھا۔ میرٹھ کے قیام یعنی ۱۹۰۴ء میں کچھ وہ چٹکیاں لیتا رہا۔ ۱۹۰۱ء میں بھی ہمیں اس طبعاً نکتہ چین کی خدمتگذاری بیلی معلوم ہوئی تھی۔ اور آج بھی ہم بادب اس کی حق خدمتگذاری سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں۔ ۱۹۰۵ء میں اس سلسلہ عالیہ کے خلاف قلم اٹھانے اور طبعاً نیش زنی کرنے کی تحریک اصل میں اس کو اس لئے ہوئی۔ کہ فاضل سیالکوٹی مخدوم الملت مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک ذاکر ہرزہ سرا بد لگام کی تحریر ناشائستہ اور سخت گندی فحش کذب بیانی پر قلم اٹھایا۔ اور ذاکر اور اس کے ابنائے جنس پر بجلیاں گرائیں۔ ہم کو تو پہلے ہی سے یقین تھا۔ کہ عصر جدید کا ایڈیٹر ان بجلیوں سے بلبلایا ہوا ہے۔ بے چیخے چلائے بیچارہ کیسے رہ جائے گا۔ لہذا اس تحریک کو اگرچہ اس نے عمداً چھپایا ہے۔ مگر واقعات حقیقی کو چھپانا اور غلط بیانی سے کام نکالنا کوئی ایسا امر نہیں ہے۔ جسے اس نے کبھی برا سمجھا ہو یہ صفت عالی مرتبہ ورثہ میں پائی ہے پھر کیوں ضرورتاً اس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ ہم ذاکر اور عصر جدید کے ایڈیٹر کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ تھان کا ٹکڑا تھا۔ اس لئے سخت ایٹر کی ضرورت ہوئی۔ ایٹر کھا کر چپ ہو گیا مگر ایڈیٹر عصر جدید نئی روشنی کا آدمی ہے۔ اس کے لئے اس کے موافق علاج کی ضرورت ہے۔ تا فاسد مواد اس موقعہ پر بھی پھر غود نہ کرے۔ طرز تحریر پہلے کا ناشائستہ تھا۔ اس لئے فاضل سیالکوٹی کو تلخ نسخہ دینا پڑا۔ عصر جدید کی طرز تحریر زمانہ تہذیب کی ہے۔ اس کے لئے عمدہ کونین مگر شہد کے غلاف میں درکار ہے۔ تا آہستگی سے گلے سے اتر جاوے۔ لہذا ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مرضی کے موافق خدمت کریں گے۔ مرزا صاحب ہی پر کچھ منحصر نہیں ہے۔ ہم کو تو آج ہندوستان میں ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ جس کے عروج نے ایڈیٹر عصر جدید کی آگ کو نہ بھڑکایا ہو۔ اور وہ محسود اس کے قلم سے بچا ہو۔ بات حقیقتاً یہ آگ ہی اس میں موجود ہے۔ جو اسے بعض ایسے موقعوں پر پریشان کر دیتی ہے۔ یا وہ کمزور طبع ضعیف الدماغ اپنے دماغی قویٰ کو کار عالم کے قابل نہیں پاتا۔ اور پریشان ہو کر مجنونانہ بڑ ہانکنے لگتا ہے۔ بہرحال ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آپ کیا فرماتے ہیں

## عصر جدید کی بے تعصبی

[illegible] اس کے کہ مضمون شروع کرے کوشش کرتا ہے۔ کہ پبلک کو اپنے بے تعصبی اور بے لاگ تحریر کا یقین دلائے۔ اور اس غرض کے لئے وہ قرآن شریف کی آیتہ کریمہ ”فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ“ کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتا ہے۔ مگر کیا اس کی تحریر بعض نفس مضمون اس کی تائید کرتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ متعصب گروہ یا شخص ہمیشہ پہلے اپنی بے تعصبی کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ اور اسے بطور مقدمہ بیان کے پیش کرتے ہیں۔ تا لوگوں یا اپنے دل کو تسلی دیں یہ دھوکا ہوا کرتا ہے۔ مجرم ہی ہمیشہ صفائی کی طرف سب سے پہلے بھاگتا ہے۔ اگر حقیقتاً وہ بے تعصب ہوتا تو پبلک خود سمجھ لیتی۔ اسے اس مزید یقین کی ضرورت کیوں ہوئی۔ کیا پبلک پر بے اعتباری تھی۔ یا اپنے دل پر۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ اس آیتہ کریمہ کے بموجب ہمیشہ ہم کو صحیح اور سچ بات بے تکلف ہر جگہ اور ہر شخص سے لینا چاہیئے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ وہ ایسا کرتا بھی ہے۔ چاہیئے تو ایک فرض ہے اور لینا ایک عمل ہے۔ وہ ثابت تو کرے۔ اس کا منشا علم فرضی سے ہے۔ یا واقعی عملاً وہ ایسا کرتا ہے افسوس کہ ایسا عمل بے عیب نہیں ہے۔ جیسا اس طبعاً نکتہ چین کا دعوی بے عیب ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب مد ظلہ کے عیوب کے ساتھ اگر وہ ان کے محاسن اور ان کے گروہ کی کچھ خوبیاں بھی لکھ دیتا۔ تو یہ قیاس ہو سکتا تھا کہ نظر عیب ڈالی گئی ہے۔ اور بے تعصبی اور نیک نیتی سے کام لیا گیا ہے۔ مگر کیا کوئی ذی عقل اسے باور کر سکتا ہے۔ کہ جب کہ ایڈیٹر عصر جدید تک میں بعض اوصاف حمیدہ بھی ہیں۔ تو مرزا صاحب مد ظلہ میں نہ ہوں گے۔ جو [illegible] باعتبار اپنے حسن اخلاق کے دوست دشمن سب کی نظر میں خلیق منکسر درگذر کرنے والے راست باز ہیں۔ یا اگر فرض کر لو۔ اس طبعاً نکتہ چین کی رائے میں وہ ان اوصاف سے نہ سہی کسی اور صفت حسنہ سے متصف ہیں۔ تو کیا اس کا اظہار اس کے لئے باعث شرم تھا۔ کیا یہی تحقیقات شہادتوں میں سے صرف برائیاں چن لینے کو کہتے ہیں۔ آفرین اس بے تعصب ایڈیٹر [illegible] آفرین

## نئے انبیاء سے بغض

اس عنوان کے تحت میں یہ طبعاً نکتہ چین لکھتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے اخبار نویس حواری وغیرہ اس بات کو دوہراتے نہیں تھکتے۔ کہ مسلمانوں کی حالت نہایت سقیم ہے۔ اس لئے ایک جدید رسول اور مجدد اور ہادی کی ضرورت ہے۔ اس دعوے کے پہلے حصہ سے ہم کو اتفاق ہے۔ پھر لکھتا ہے۔ اور اگر صاف صاف دلائل اور مفید اور برحق تعلیم ہم کو ملے۔ تو ہم بے تامل ایک ہادی اور ایک رسول کو ماننے کے لئے آمادہ ہیں۔ یہ خاکسار پبلک سے فیصلہ چاہتا ہے۔ کہ اس اوپر کی تحریر میں پہلا حصہ کونسا ہے۔ جس سے آپ سے اتفاق ہے۔ اور وہ دوسرا حصہ کون سا ہے۔ جس سے نااتفاقی ہے۔ میری عقل رہبری نہیں کرتی۔ کہ ایک جملہ میں جو یہ کہتا ہے۔ کہ چونکہ مسلمانوں کی حالت سقیم ہے۔ اس لئے ہادی رسول کی ضرورت ہے۔ اول حصہ کون سا ہے اور دوسرا کون سا ہے۔ اور جبکہ وہ رسول کو لینے کے لئے بشرط تعلیم برحق آمادہ ہے۔ تو انکار کس حد سے ہے۔ افسوس کہ جج کی کرسی پر بیٹھ کر ایک اردو کے فقرہ پر بھی قدرت فہم نہ ہو تو کس درجہ ذلت وخواری ہے حضرت مرزا صاحب کے اخبار نویس وحواری اپنے دلائل کو اور اظہار حق کو دوہراتے کیوں تھکیں گے۔ جبکہ عصر جدید اپنے منطق اصلاح تمدن کو جس کی اعلیٰ تعلیم قرآن شریف میں ہی موجود ہے۔ بار بار دوہراتے نہیں تھکتا اور محض فضول قوم کا روپیہ صرف کرا رہا ہے۔ اور اپنے خود کے لئے یا پیٹ پالنے کے لئے اس قدر سرگرم ہے۔ کہ ہر ماہ ایک پرچہ اسے رٹ سے بھرا ہوا نکال رہا ہے۔ اور پھر نہیں تھکتا۔ اسے طبعاً نکتہ چین اپنے گریبان میں منہ ڈال کر ہی قلم ہاتھ میں لیا ہوتا۔ جس رسول پاک کی تعلیم کو سارے عالم نے مانا ہے۔ جب اسی کی تعلیم فاضل ایڈیٹر کو راہ راست پر نہ لا سکی۔ تو اب وہ اگر جدید

عزیزوں کو کٹوانا تو روا تھا یہ ناروا ہے۔ کیا حرب جمل اور حضرۃ علی کیوقت کی لڑائیاں اور حضرت امام حسین کا کوفہ جا کر بیعت لینا اجماع قومی کے اصول سے قابل نکتہ چینی نہیں ہے۔ علیگڈھ کالج کی جدید تحریکات مذہبی کی بابتہ افسوس اجماعی اصول پر کوئی نکتہ چینی نہیں ہوئی۔ اے نادان ناسمجھ ماموریں اللہ اور مرسل کبھی مداہنہ نہیں کرتے وہ اظہار حق میں کسی سے نہیں ڈرتے جناب سید انبیاء رسول اللہ علیہ السلام کا فعل عین صواب اور ٹھیک مرضی آلہی کے ماتحت تھا اور عدل وہی تھا۔ کیونکہ حفاظت خود اختیاری اسی میں تھی۔ اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام امر آلہی میں کسی سے نہیں ڈر سکتا۔ مجسٹریٹ کے سامنے جس امر کا اقرار کیا تھا وہ ایک خاص شخص کیساتھ معاہدہ تھا جیسا معاہدہ حضرت سرور عالم نے بھی صلح حدیبیہ کیا تھا۔ یہانتک کہ لفظ رسول اللہ اپنے نام کے آگے سے کاٹ دیا تھا۔ اور مکہ سے بیحج مراجعت کی تھی۔ کیونکہ آلہی مصلحت اُسی میں تھی جس معاہدہ کا یہ ذکر ہے یعنی یہ کہ کسی کی موت کی پیشگوئی کرنا اور اس کا اعلان کرنا مجسٹریٹ کے ذریعے قبول کر لیا۔ اس کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ حجت ختم کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس واقعہ سے قبل ہی ایک عیسائی ایک آریہ ہندو ایک مسلمان کی موت یہ تین معین بطور حجت کے ہو چکی تھیں۔ آئندہ نہ اس کی ضرورت تھی اور نہ کوئی پیشگوئی کرنی تھی پھر معاہدہ کرنے سے کیا حرج ہوا۔ اور اگر یہ خیال ہو۔ کہ کوئی پیشگوئی ہی شائع نہ ہوگی۔ تو یہ بیہودہ خیال ہوگا۔ کیونکہ سینکڑوں پیشگوئیاں جب سے آجتک شائع ہو چکی ہیں۔ پھر یہ معاہدہ کسی طرح اخلاق کا ضعف نہیں ظاہر کر سکتا۔ نہ کلمہ حق چھوڑنا اس کو کوئی کہہ سکتا ہے۔ ہر وہ شے جو تمہارے چھوٹے سے دماغ میں نہ آسکے۔ تو وہ کیوں لغو خلاف اصلیت ہے! تم کو یہ عقدہ آجتک نہیں کھلا۔ کہ کس طرح تم اختلاط والدین سے اس عالم میں تشریف لائے۔ تو پھر نہ سمجھنے پر تم کو کبھی اپنی پیدائش پر لغویت اور خلاف اصل ہونے کا شبہ ہوا؟ کبھی نہیں۔ اسی طرح ہر معاملہ کو غور سے سمجھو۔ سمجھنے پر جو لغو معلوم ہو اسے لغو سمجھو۔ مسیح نے تن تنہا مصلوب ہونا حسین نے تین دن کی بھوک پیاس میں ہزاروں زخموں سے شہید ہونا قبول کیا۔ اور کلمہ حق کو نہ چھوڑا۔ بے شک کوئی دوسرا امام و نبی بھی ایسا نہیں کریگا۔ کلمہ حق کو نہ چھوڑنا اور بات ہے۔ اس کی یہی مثالیں درست ہیں۔ مگر معاہدہ شخصی کسی مدت تک کسی تحریر کی روش کے متعلق وہ امر ہے جس کی مثال ہمنے بتائی۔ مگر اے خوش دماغ مسئلہ تقیہ کی بابت جناب شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور امام حسین شہید کی بابت کیا خیال ہے۔ وہ کلمہ حق کا چھپانا ادنیٰ ادنیٰ انسان کے مقابلہ پر کس طرح آپ کی طبع آزادی پسند حق جو گوارا کرتی ہے؟

سچ ہے۔ مگر آپ جیسے خوش دماغ جج ہوں۔ اور قوم کے مصلح ہوں۔ تو ہدایت گونگی اور اندھی ہی ہے۔ مگر

تو کار زمین را نکو ساختی ۔ کہ با آسمان نیز پرداختی۔ نبی کی اسی لئے ضرورت ہے۔ کہ اکثر لوگ کم عقل مکاروں اور دجالوں کے فتنوں میں پھنسے ہوئے ہیں

مرزا صاحب کے اسراف کی حقیقت تو جب کھلتی جب تم واقعات کو ایمانداری سے لکھتے۔ اور اس عرضی کو تحقیقات کی حد تک لیجا کر صحیح ثابت کر دیتے۔ چلتے ہوئے فقرے ہر شخص جانتا ہے۔

لنگر کا چندہ محض نذرانہ حضرت مرزا صاحب کا ہے اونھیں اختیار ہے جس مد میں چاہیں صرف کریں۔ تم کو کیا حق حاصل ہے۔ کہ تم خورده گیری کرو۔ تم کو ثابت کرنا چاہیئے کہ یہ رقوم بطور امانت مرزا صاحب کے پاس بھیجی جاتی ہیں۔ اور ان میں خیانت ہوتی ہے۔ ورنہ منجملہ اور خرافات کے ایک یہ بھی ہے۔ اپنے اوقات اور مصارف امام باڑہ جات پر نظر ڈالکر اور مجتہدوں کی پاک کمائیوں اور پاک مصارف پر نگاہ کر کے کچھہ کہا جائے۔ تو خیر صبر ہوگا

طعنہ بر خوبان بدین روئے سیاہ

مرزا صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ بڑی جائداد خرید کی ہے۔ اور اپنی حالت درست کرنے کی کوشش سب پیروں فقیروں۔ مولویوں اور امام باڑوں اور تعزیوں کی چراغی پر چوش پوشی کرنے والوں سے زیادہ کی ہے محض افترا پر افترا ہے۔ ہم کیا کہیں بجز اس کے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ مرزا صاحب سلمہ ربہ کی جائداد اللہ تعالیٰ خود بڑھا رہا ہے۔ قادیان کا مالک مرزا صاحب کا خاندان ہے۔ شرط واجب العرض یہی ہے کہ جو شخص قصبہ میں لاوارث فوت ہو جائے۔ تو اس کی اراضی کے مالک مرزا صاحب ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ روز بروز توسیع ملکیت کر رہا ہے۔ اس بارہ میں انسان کی امداد کی حاجت ہی نہیں ہے۔ رہی مکانات کی توسیع جس پر عصر جدید نے اپنے بوسیدہ منطق ختم کر کے بہت فخر کیا ہے۔ اس کی حالت یہ ہے۔ کہ جس کے گھر بہت سے مہمان آئیں گے وہ شریف میزبان ضرور ان کی خاطر داری کرے گا۔ چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب مدظلہ کے حضور میں صدہا مہمان آتے ہیں۔ اس لئے آپنے مکانات کی توسیع کو بہت ضروری سمجھا۔ ہاں وہ بخیل میزبان کیوں اس کی قدر کریگا۔ اور کیوں اسے ضرورت ہوگی۔ جس کے پاس کوئی آتا ہی نہ ہو۔ جس قوم کے اخلاق میں اس قدر وسعت نہ ہو۔ کہ بارہ اماموں سے زیادہ کی ضرورت حقہ کو محسوس کر سکے۔ چاہے دنیا کی عمر ہزاروں سال ہی رکی۔ بعد جناب رسول اللہ کیوں نہ ہو۔ تو اس کے دل میں مہمانوں کے لئے کہاں جگہ۔ یہ منطق تو ہر مجتہد الہٰ

شیعہ پر صادق آسکتی ہے۔ کیونکہ بکثرت امام باڑہ جات مسکونہ مکانات کے ساتھ ملحق ہیں۔ اور مکانات کی توسیع کے موجب ہیں۔ اسی مشاہدہ نے بدگمانی سکھائی ہے مقتضائے تجربہ یہی تھا۔ اس لئے ہم بیچارہ کو زیادہ خفیف کرنا نہیں چاہتے عاقلاں را اشارہ کافی۔

مرزا صاحب کا خدا اگر کفیل نہ ہوتا۔ اور اگر وہ قوم کے دلوں میں کشش مقناطیسی کا اثر نہ پیدا کرتا۔ تو دنیا کے فرزند مقدمہ بازیوں ہی میں فیصلہ کر دیتے۔ آپنے اس مامور من اللہ پر کون سی مصیبت توڑنے کی کوشش نہیں کی۔ اور کس دقت میں نہ پھنسا دیا۔ تجارت اور مفت کے روپیہ عیش تو البتہ وہ مولوی کر رہے ہیں۔ جن سے جناب کو سابقہ پڑتا ہے [illegible] چونکہ مشاہدہ نے ڈھکوسلے بازی شعبدہ بازی ہمیشہ دکھلائے ہیں۔ اس لئے آپ کو کیوں کر اس افترا پردازی نا[illegible] کی قدر ہو سکتی ہے۔ زائرین کربلا کے دل سے کوئی پوچھے کہ کس طرح جیب تمنا و جیب جامہ خالی لے کر [illegible] قدر اس لوٹ سے جو لوٹ ہو۔ مالی و اخلاقی۔ مالی [illegible] کا یہ حال ہے۔ کہ کاغذ اور کچھیوں کے سنگھاسن کی [illegible] قوم کے لاکھوں کروڑوں روپے نکلے جاتے ہیں۔ اخلاقی [illegible] کا یہ حال ہے۔ کہ ہر شخص کے ملنے کے لئے جب [illegible] مخالفوں کو زبان بات۔ یا دن عرض ہر طرح سے نقصان پہنچاؤ۔ چاہے آبرو ہی کیوں نہ جائے۔ مگر موقعہ پا کر [illegible] دو۔ فاسق بنا دو۔ زانی بنا دو سہ

ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر است [illegible] مرزا صاحب کا گھر اگر ہزار یا دہ ہزار روپیہ میں [illegible] ہو جائے۔ تو ناگوار۔ لیکن مشہد مقدس میں چار چار [illegible] لاکھوں روپیہ کھا جائے۔ تو پسند۔ زندہ انسان بندگان خدا امن و عافیت پائیں۔ تو نا پسند۔ ہڈیوں کے قافلے کے [illegible] زمین میں گڑتے چلے جائیں۔ اور لاکھوں کے خرچ میں [illegible] خاطر۔ چاہے مہینہ بھر کے بعد نکالکر پھینک دئیے [illegible] افسوس آپنے اپنی اس قدر علتیں دکھا کر ناحق [illegible] آپ کو ہر چہ گیرد علتی علت شود کا مصداق بنا لیا [illegible] آپ کی اور اس تحریک زمانہ پر روشن ہو گئی جو معیار جناب کا ہے۔ اس پر تو سوائے تاریکی [illegible] فرزندے آجتک کوئی پورا نہ اترا ہے۔ نہ اتریگا۔ مثال یہ ہے۔ کہ سر دابہ سر من رائے جائیے۔ اور اصل مسئلہ کو لاکر ہم سب کی قلعی کھول دیجئے۔ اس قد تو میں میں سے کیا حاصل۔ تھوڑے کا پلا دیکھ کر ہم خود فیصلہ کر لیں گے اصل قرآن شریف بھی مل جائے گا۔ بہتر تو یہی ہے کہ آپ رخصت لے کر سرداب چلے جائیے۔ ورنہ اس معصوم [illegible] کھوئے ہوئے کو پائندہ کو زندوں میں لانا مشکل ہے۔ جتنا مسیح کو وفات کر آسمان سے لانا آسان ہے۔